Fikr-o-Nasar (Islamabad) 2:5-6 (1964)

# قومی زندگی میں زبان کی اہمیت

ڈاکٹر رفیق احمد

[ پاکستان اردو اکیڈیمی کے سالانہ اجلاس (کراچی ' ۲۲ نومبر ۱۹۶۴ء) میں پڑھا گیا ]

زبانیں کس طرح نشو و نما پاتی ہیں اور کس طرح وہ علم و ادب میں اپنا مقام پیدا کرتی ہیں؟ ایک عظیم زبان بننے کے لئے اسے کن صفات کا حامل ہونا چاہئے؟ پاکستان میں اردو زبان کس طرح اعلیٰ مقام حاصل کرسکتی ہے؟ ان سوالات کے جواب میں یہاں میں کچھ عرض کروں گا۔

قومی زبان اور قومی عروج و زوال میں چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ کیونکہ کوئی قوم اس وقت تک سر بلند نہیں ہوسکتی' جب تک اس میں عظیم مفکر پیدا نہ ہوں اور عظیم مفکر اسی وقت اپنے افکار پیش کرسکتے ہیں جب قومی زبان عظیم افکار کے لئے ذرائع و وسائل یعنی الفاظ و محاورات پیش کرسکے۔ ایک قوم سیاسی عروج حاصل کرسکتی ہے اور سیاسی طاقت کے بل بوتے پر اپنی زبان محکوم و ماتحت علاقوں میں پھیلاسکتی ہے ۔ لیکن وہ اسے عظیم نہیں بناسکتی ۔ کیونکہ زبان کی عظمت فکر کی عظمت سے وابستہ ہے ۔ مگر زبان نہ تنہا خیال ہے نہ تنہا اظہار' بلکہ خیال و اظہار کا مجموعہ ہے ۔ اسے خیالات تیار شدہ ملنا چاہئیں ۔ یہ خیالات کی تعمیر نہیں کرتی ۔ البتہ اظہار کی تعمیر کرتی ہے ۔ میں اس نکتہ پر اس لئے زور دینا چاہتا ہوں کہ بعض حلقوں میں یہ غلط گمان کارفرما ہے کہ غور و فکر زبان کا محتاج ہے ۔ یعنی خیالات اسی حد تک عمیق یا وسیع ہوسکیں گے جس حد تک زبان کا دامن ہوگا۔ لیکن میں پھر کہوں گا کہ خیالات زبان کی سرحدوں کے پابند نہیں ہوتے اور کتنی بار ہمارا شعور خیالات رکھتا ہے لیکن اظہار و بیان کے لئے الفاظ نہیں پاتا ۔

یہ عام خیال ہے کہ زبانیں سیاسی اقتدار کے سایہ میں پھلتی اور پھولتی ہیں - انگریزی زبان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دنیا کے متفرق علاقوں میں اس کی مقبولیت کا راز گذشتہ چند سو سال میں انگریزوں کا سیاسی اقتدار ہے۔ لیکن میرا نظریہ اس سے مختلف ہے - میں سمجھتا ہوں کہ انگریزی کی مقبولیت کا راز اس کے علم و ادب میں ہے - اسی لئے کارلائیل نے کہا تھا کہ خواہ ہندوستان قبضہ میں رہے یا نہ رہے لیکن ہم شیکسپیئر کو نہیں چھوڑ سکتے - انگریزوں کا سیاسی اقتدار مرہون منت ہوسکتا ہے انگریزی علم و ادب کا - لیکن انگریزی علم و ادب انگریزوں کے سیاسی اقتدار کا مرہون منت نہیں ہے - ہم اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ہر جماعت عظمت حاصل کرنے سے پہلے ان شخصیات کو پیدا کرتی ہے جو اس کی ثقافت کے علمبردار ہوتی ہیں۔ تاریخ اس نظریہ کی تائید کرتی ہے - مثالاً یونان اور روم کی عظمت اب ایک پرانی داستان ہے لیکی یونان اور روم کی زبانیں اب تک عظیم مانی جاتی ہیں - محض اس لئے کہ ان کے دامن میں انسانی فکر و نظر کے بڑے بڑے جواہر و خزینے محفوظ ہیں - یہی صورت عربی کی بھی ہے اور فارسی کی بھی- عربوں اور ایرانیوں کی عظمتیں اب صرف کتابوں میں ملتی ہیں کیونکہ ان کے مؤثر سیاسی اقتدار کو گذرے ہوئے صدیاں گذر گئیں لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ آج کی دنیا میں بھی عربی اور فارسی عظیم زبانیں نہیں اور ان کے خزانے فکر و نظر اور تہذیب و ثقافت کی دولت سے مالا مال نہیں؟

اردو کی عظمت کا راز بھی محض اردو بولنے والوں کی سیاسی بلندی اور برتری میں نہیں بلکہ اس کی علمی اور ادبی نثروں میں ہے - دنیا میں جمود پیغام ہے زوال کا - اردو کو ترقی کی طرف قدم اٹھانا ہوگا - اس سلسلے میں ماضی کے علما اور ادبا کافی نہیں ہیں - ہمیں مستقبل کے لئے علما اور ادبا پیدا کرنے ہوں گے اور اس کے لئے سب سے پہلے یہ لازمی ہے کہ تراجم کے ذریعہ دیگر زبانوں کے خزینے اردو میں منتقل کئے جائیں تاکہ معلوم ہو کہ ہم عصر اقوام اپنے فکر و نظر میں کس حد تک ترقی کرچکی ہیں اور اب کس رفتار سے ترقی کر رہی ہیں - تراجم کے اس خزینے کو ہم اپنی علمی و فکری تخلیق کی بنیاد بناسکتے ہیں - خود عربی میں ایک زمانے میں یونانی زبان کی کتابوں کے

ترجمے ہوئے اور آج دنیا کے کتنے علوم و فنون اپنی ترقی کے لئے عربوں کے تخلیقی فکر کے احسان مند ہیں -

زبان کی ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ یہ بحث اور تبادلۂ خیالات کا ذریعہ بنے - ایک دفعہ یہاں پھر یونانی زبان کی مثال سامنے لانی پڑتی ہے - اس کے دور سر بلندی میں کتنے ہی خطیبوں اور مقرروں نے عوام اور خواص کے سامنے خطبوں اور تقریروں کے ذریعہ زبان میں خیالات اور محاورات کا اضافہ کیا - اور نہ صرف اضافہ کیا بلکہ الفاظ میں معانی اور معانی میں تعین اور زندگی و تابندگی پیدا کی - چنانچہ اس طرح افلاطون اور ارسطو کو فلسفہ اور سائنس کی عمیق اور دقیق گتھیوں کو سلجھانے کے لئے بنے بنائے اور ترشے تراشے الفاظ و محاورات مل گئے - لاطینی زبان کی عظمت بھی سسرو (Cicero) اور دیگر مقررین و خطبا کی منت پذیر ہے، جن کی بدولت ''رومن لا'' وجود میں آسکا، جو آج تمام مغرب کے آئین و قوانین کا سر چشمہ ہے - مختصر یہ کہ اردو کی ترقی کے لئے لازمی ہے کہ یہ بحث، تبادلۂ خیالات، خطبہ اور تقریر کی زبان بنے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ ان کا معیار عامی اور پست نہ ہو علمی و فکری تحقیق و جستجو بھی ہر زبان کی ترقی کے لئے از بس لازمی ہے - در حقیقت کوئی زبان علمی اور عقلی، فکری اور ذہنی تحقیق کے بغیر ترقی نہیں کرسکتی - اس سے ایک طرف تو علم اور عقل کا دائرہ وسیع ہوتا رہتا ہے اور دوسری طرف زبان روز افزوں مالا مال ہوتی ہے - اگر علمی و فکری تحقیق کا دروازہ بند ہوجائے تو زبان ترقی کے بجائے رو بہ زوال ہونے لگتی ہے - فاتح قومیں بسا اوقات سب سے پہلے مفتوح قوموں کی زبانوں میں علمی و فکری تحقیق کا دروازہ بند کرتی ہیں -

لیکن زبان کی ترقی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ محض خواص کی زبان بن کر نہ رہ جائے - اور اس کا دامن سکڑ کر صرف منبروں اور کتابوں تک ہی محدود نہ ہو بلکہ یہ عوام الناس کی زبان بھی ہو - چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو بازاروں، کھیل کے میدانوں، اسکولوں، کالجوں اور باقی شعبہ ہائے حیات میں بھی رواج پذیر ہو - اور وہ عوام الناس کی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ عامی اور رکیک نہ ہونے پائے - فرانس کے خواص کے علاوہ عوام

بھی فرانسیسی بولتے ھیں لیکن اس زبان کو عامی سطح سے بچانے کے لئے وھاں کی حکومت نے ایک ادارہ قائم کیا ھے جو فرانسیسی زبان کے علم و ادب، معانی و مطالب، حسن و حلاوت اور افادیت کو برقرار رکھتا ھے - اردو زبان کی حفاظت کے لئے بھی اعلیٰ پیمانے پر ایک ایسے ادارے کا وجود نہایت ضروری ھے-

مختصر یہ ھے کہ زبان اسی وقت عظیم اور عظیم تر ھوسکتی ھے جب کہ اس میں چند خصوصیات ھوں یعنی :

۱ - یہ تخیلی اور غیر مادی مطالب کا اظہار کرسکے -

۲ - زمانے کے نئے نئے تقاضوں کے ساتھ تغیر و تبدل قبول کرے اس میں وسعت بھی ھو

۳ - اور عمق بھی - عوامی خیالات بھی پیش کرسکے اور خواص کے خیالات بھی - مزید یہ کہ اپنا دامن عامیت سے کثافت آلود بھی نہ ھونے دے - یعنی یہ محض عامیوں کی زبان ھوکر نہ رہ جائے - دیکھنا یہ ھے کہ کیا اردو ان خصوصیات کی حامل ھے یا نہیں -

اردو دنیا کی اھم زبانوں میں سے سب سے کم عمر زبان ھے- اس کی تاریخ محض ڈیڑھ سو سال کی ھے - پھر بھی اس کے دامن میں جو خزینے ھیں، وہ قابل قدر اور ھمت افزا ھیں- اس پر مستزاد یہ کہ اسے اب تک کسی سیاسی طاقت کی سرپرستی حاصل نہیں رھی اور اسے بڑے بڑے خارزاروں سے گذرنا پڑا ھے - اردو بلند افکار و معانی کے اظہار پر خاصی قدرت رکھتی ھے - نظم میں بھی اور نثر میں بھی - نظم میں میر، غالب اور اقبال صرف تین کا نام لینا کافی ھے- نثرمیں موجودہ دور میں مولانا عبدالباری ندوی اور عثمانیہ یونیورسٹی کے میرولی الدین غیر مادی خیالات کو بڑے حسن و خوبی سے پیش کرتے رھے ھیں- لیکن اس کے باوجود اردو ابھی اس معیار بلندی پر نہیں پھونچی کہ مستقبل کے تھپیڑوں کا مقابلہ کرسکے - خطرہ ھے کہ اگر اس کی حفاظت و سرپرستی نہ کی گئی تو یہ اپنا موجودہ معیار کھوبیٹھے گی اور اس طرح محض ایک عامی زبان بن کر رہ جائے گی - ایک مکتبۂ فکر یہ کہتا ھے کہ اردو حساب اور سائنس کے اعلیٰ علوم کو پیش نہیں کرسکتی اور اس طرح موجودہ زمانہ کے تقاضوں کا ساتھ

نہیں دے سکتی ۔ اس کے برعکس ایک دوسرا مکتبہ فکر یہ کہتا ہے کہ جس زبان کو عربی اور فارسی جیسی ہمہ گیر زبانوں کی معاونت حاصل ہو وہ دنیا کے ہر علم کو اپنے اندر سمیٹ سکتی ہے ۔

آخر میں یہ عرض کروں گا کہ بحیثیت قوم ہماری صلاحیتیں اس وقت تک مشک بند رہیں گی جب تک ہم غیر ملکی زبانوں میں اپنا مافی الضمیر پیش کرتے رہیں گے ۔

——: o :——